سوال

(325) طلاق کے لیے جو بھی لفظ استعمال کرو نیت کا ہونا ضروری ہے

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میری شادی کو تقریباً دو سال ہوچکے ہیں اللہ تعالیٰ نے سال بعد ایک بیٹا عطا فرمایا جب وہ اپنی والدہ، یعنی میری بیوی کو تنگ کرتا تو وہ اسے گالیاں وغیرہ دے لیتی تھی۔ اس کا رویہ میرے لئے انتہائی پریشانی کا باعث تھا۔ بالآخر ایک دن میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے آیندہ بچے کو گالی دی تو میری طرف سے تو فارغ ہے۔ میرے یہ الفاظ کہنے سے طلاق کا قطعی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی میرے وہم وگمان میں تھا کہ بیوی کو فارغ کہنے سے طلاق ہوجاتی ہے کچھ دنوں بعد اس نے، پھر گالی دی اور میرے ساتھ بدتمیزی کی، اس پر میں ناراض ہوگیا اور وہ مجھ سے معافی مانگنے لگی میں نے کہا کہ معافی کی ایک ہی صورت ہے کہ تم قرآن کریم پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ اگر میں نے آیندہ بچے کو گالی دی یا بدتمیزی کی تو آپ کی طرف سے مجھے طلاق ہے، چنانچہ اس نے قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ الفاظ کہہ دیے، اس کے بعد مجھے پریشانی ہوئی تو میں نے قریبی مسجد کے خطیب سے اپنی پریشانی کا ذکر کیا اس نے بتایا کہ جوبات تمہارے درمیان ہوئی ہے اسے ختم کر دو، چنانچہ میں نے گھر آکر اپنی شرط کو ختم کردیا اور اپنی بیوی سے بچے کو گالی دینے کی پابندی اٹھادی۔ میں نے اس بات کو مختلف الفاظ میں اتنی بار دہرایا کہ اس نے تنگ آکر بچے کو گالی دی اور میرے ساتھ بدتمیزی بھی کر ڈالی پھر اس کا موڈ بھی خراب رہنے لگا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو نے اپنا رویہ درست نہ کیا تو میری طرف سے فارغ ہے، لیکن میری نیت طلاق کی نہ تھی۔ چنانچہ اس نے میری دھمکی کے بعد اپنا رویہ صحیح کرلیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ مذکورہ بالا ان تینوں صورتوں میں طلاق ہوجاتی ہے یا نہیں؟ میں آج کل پریشان اور الجھن کا شکار ہوں ازراہ کرم کتاب وسنت کی روشنی میں مجھے مطمئن فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

راقم الحروف پچھلے دنوں بواسیر کے آپریشن کی وجہ سے تقریباً ایک ماہ تک صاحب فراش رہا، اسی دوران ''احکام ومسائل'' کے متعلق جو خطوط آئے ہیں ان پر بیماری کی وجہ سے توجہ نہ دی جاسکی، مندرجہ بالا سوال سے متعلق تین فل سکیپ صفحات پر مشتمل خط بھی اس دوران وصول ہوا۔ اس کے بعد سائل نے بذریعہ فون رابطہ کیا اور بار بار جواب کا اصرار کرتا رہا، حالانکہ وہ متعدد اہل علم سے اپنے استفسار کا جواب حاصل کرچکا تھا۔ میں نے بھی فون پر اسے مطمئن کیا لیکن سب کچھ کرنے کے باوجود اس نے دو دفعہ اپنے خط کی کاپی بذریعہ کوریئر سروس ارسال کی۔ ان تمام مراحل سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل انتہائی جذباتی اور سیلانی طبیعت کا حامل ہے اور اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ وہ وسواس زدہ اور شکوک وشبہات کا شکار ہے، ہمیں اس سلسلہ میں اپنے رویہ پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔ گھریلو عائلی زندگی کے متعلق ہم بہت افراط وتفریط کا شکار ہیں بالخصوص اپنی اہلیہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق ہم فراخ دلی سے کام نہیں لیتے اگر کوئی بات اچھے انداز سے سمجھائی جاسکتی ہو تو ہم بھی اسے جذباتی انداز میں کہنے کے عادی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عائلی زندگی کے متعلق فرماتے ہیں:

''تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ انتہائی خوش اخلاقی اور خندہ روئی سے پیش آتا ہوں۔''

لیکن بالعموم ہماری عادت یہ ہے کہ ہم گھر سے باہر بڑے خوش مزاج ہوتے ہیں۔ لیکن گھر کی چاردیواری میں داخل ہوتے ہی اپنی آنکھوں کو سر پر رکھ لیتے ہیں جب کوئی گھر میں غصہ و ناراضی کی بات ہوتی ہے تو ہماری ترکش سے پہلا تیر طلاق کا برآمد ہوتا ہے، حالانکہ قرآن کریم نے طلاق سے پہلے کم ازکم چارپانچ مراحل کی نشاندہی کی ہے جب صلح وآتشی کے تمام حربے ناکام ہوجائیں، پھر طلاق کا حربہ استعمال کرنے کی اجازت دی ہے۔ وہ اس انداز سے دی جائے کہ آیندہ باہمی مل بیٹھنے کے راستے مسدود نہ ہوں۔ ہم لوگوں نے طلاق کو مذاق سمجھ رکھا ہے جب پانی سر سے گزر جاتا ہے تو پھر علما سے رابطہ کرنے کے لئے دوڑ دھوپ شروع ہوتی ہے تاکہ کہیں سے تھوڑی بہت گنجائش مل جائے۔

راقم نے مذکورہ سوال میں کانٹ چھانٹ کے بعد طباعت کے قابل بنایا ہے یہ خط بھی سائل کے منفی جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔ بشرط صحت سوال واضح ہو کہ طلاق کے الفاظ کہنے کے اعتبار سے اس کی دو اقسام ہیں:

طلاق صریح: واضح اور دو ٹوک الفاظ میں استعمال کی جائے، اسے طلاق صریح کہتے ہیں۔ اس میں انسان کے عزم اور ارادہ کو دیکھا جاتا ہے اور اس نے جانتے بوجھتے ہوئے اپنے ارادہ اختیار سے لفظ طلاق کو استعمال کیا ہے اگر اس نے ہنسی مذاق میں یہ لفظ کہہ دیا تب بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ اس میں انسان کی نیت کو کوئی دخل نہیں ہوتا ہاں، اگر بھول کر یا غیر ارادی طور پر اس کے منہ سے یہ لفظ نکل گیا ہے تو ایسا کہنے سے طلاق نہیں پڑتی۔

طلاق کنائی: لفظ طلاق واضح طور پر استعمال نہ کیا جائے بلکہ اس کی جگہ اشارے اور کنایہ وغیرہ سے کام لیا گیا ہو، شاید تو میری طرف سے فارغ ہے۔ تیری میری بس تو بکی بکی اپنے گھر چلی جا، میں نے تمہیں اپنے پاس نہیں رکھنا وغیرہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے وقت انسان کی نیت کو دیکھا جاتا ہے اگر نیت طلاق کی ہے تو طلاق واقع ہوگی۔ بصورت دیگر نہیں کیونکہ بعض اوقات مذکورہ الفاظ بطور دھمکی استعمال ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی منکوحہ ''ابنتہ جون'' کو بایں الفاظ طلاق دی تھی تو اپنے گھر چلی جا۔'' [صحیح بخاری، الطلاق: ۵۲۵۴]

لیکن مذکورہ الفاظ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو کہے تھے اور ان کا ارادہ طلاق دینے کا نہیں تھا لہٰذا وہ طلاق میں شمار نہیں ہوئے۔ [صحیح بخاری، المغازی: ۴۴۱۸]

اسی طرح طلاق کے نافذ ہونے کے اعتبار سے بھی اس کی دو اقسام ہیں:

1۔ منجز: اس سے مراد ایسی طلاق ہے جو فی الفور نافذ ہوجائے، مثلاً: یوں کہا جائے کہ میں تجھے طلاق دیتا ہوں۔

2۔ معلق: جو فی الفور نافذ العمل نہ ہو بلکہ اسے کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے پر معلق کیا جائے، مثلاً: یوں کہا جائے کہ اگر تو نے گھر سے باہر قدم رکھا تو تجھے طلاق ہے۔ اس صورت میں جب بھی عورت گھر سے باہر قدم رکھے گی تو اسے طلاق ہوجائے گی لیکن اس سلسلہ میں یہ بات مد نظر رکھنی چاہیے کہ خاوند اپنی بیوی پر جو پابندی عائد کرتا ہے۔ ذہنی طور پر اس کی حد بندی کہاں تک ہے۔ بظاہر زندگی بھر کے لئے اس پر یہ پابندی عائد کرنا اس کا مقصد نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کہنا کسی عقلمند آدمی کو زیب دیتا ہے۔ اگر ذہن میں طے شدہ وقت کے بعد پابندی کی خلاف ورزی ہو تو طلاق غیر موثر ہوگی۔ کیونکہ پابندی کا وقت گزر چکا ہے اسی طرح معلق طلاق میں اگر پابندی کی خلاف ورزی سے پہلے پہلے اس شرط کو ختم کر دیا جائے تو بھی خلاف ورزی کی صورت میں طلاق واقع نہیں ہوگی، کیونکہ پابندی عائد کرنے والے نے خود ہی اس پابندی کو ختم کر دیا ہے۔ سائل نے جس انداز سے اپنی بیوی کو جو الفاظ کہے ہیں، یعنی اگر تو آیندہ بچے کو گالیاں دے تو میری طرف سے فارغ ہے۔ سائل نے خود ہی وضاحت کر دی ہے کہ ان الفاظ سے قطعی طور پر طلاق کا ارادہ نہیں تھا بلکہ میں نے دھمکی کے طور پر یہ لفظ کہے تھے یہ الفاظ طلاق کنائی کا حکم رکھتے ہیں جو کہنے والے کی نیت پر منحصر ہیں۔ لہٰذا اس صورت میں اگر بیوی نے خلاف ورزی کی ہے تو طلاق نہیں ہوگی کیونکہ اس نے طلاق کی نیت سے یہ الفاظ نہیں کہے تھے۔ دوسری صورت میں طلاق معلق میں اس نے صراحت کے ساتھ لفظ طلاق استعمال کیا ہے اگر اس کی خلاف ورزی پائی جاتی تو قطعی طور پر طلاق واقع ہوجاتی لیکن اس نے دانشمندی سے کام لیتے ہوئے خلاف ورزی کرنے سے پہلے اس شرط کو ختم کر دیا، لہٰذا یہ معلق طلاق خود بخود غیر موثر ہوگئی، یعنی اس صورت میں بھی طلاق نہیں ہوگی۔

تیسری صورت کنایہ کے الفاظ میں طلاق معلق ہے۔ سائل کی وضاحت کے مطابق اس کا طلاق دینے کا ارادہ نہیں تھا ویسے بھی بیوی نے اپنا رویہ صحیح کر لیا، لہٰذا اس صورت میں بھی طلا

ق نہیں ہوگی مختصر یہ ہے کہ ان تینوں میں طلاق واقع نہیں ہوگی ۔ مسئلہ کی وضاحت کرنے کے بعد ہم پھر اپنی بات کودہراتے ہیں کہ زندگی کے اس بندھن کوکھیل اورتماشانہ بنایا جائے ،یہ کوئی بجلی کا بلب نہیںجب چاہالگالیا اورجب چاہااتارلیا۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہٴ مبارکہ کوپیش نظررکھنا ہوگا ۔ [واللہ اعلم]

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اصحاب الحدیث

جلد:2 صفحہ:342